# طبقۂ مُترفین اور اسلام کا نظامِ عدل

مولانا گوہر رحمٰن

## قیامِ عدل

اللہ کی بندگی کا نظام عدل و انصاف اور اعتدال و توازن پر مبنی ہے' اور دنیا کا ہر طاغوتی نظام ظلم وجور اور افراط و تفریط پر مبنی ہے۔ انبیاءؑ کی بعثت اور آسمانی کتابوں کا نزول عدل کے قیام کے لیے ہوا تھا۔

"بے شک ہم نے بھیجے تھے اپنے رسول' کھلی دلیلوں کے ساتھ اور نازل کی تھیں ان کے پاس کتابیں اور میزان تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔" (الحدید ۵۷ ـ ۲۵)

میزان کے لغوی معنی ہیں ترازو' جو عدل و انصاف کے قیام اور حقوق کے تعین کا ایک آلہ ہے۔ مجاہد اور قتادہؒ نے فرمایا ہے کہ **اَلمِیزَان ھُوَ العَدل**۔ اس آیت میں میزان کے معنی ہیں عدل و انصاف' یعنی اللہ نے جو کتابیں نازل فرمائی تھیں ان میں عدل کے قیام سے متعلق احکام نازل ہوئے تھے اور ان میں عدل و انصاف کے قیام کی تاکید کی گئی تھی۔

قرآن کریم کی چالیس آیات میں عدل و قسط کا حکم دیا گیا ہے۔ حافظ ابن قیمؒ نے درست فرمایا ہے کہ:

اللہ کے دین کا مقصد یہی ہے کہ اس کے بندوں کے درمیان انصاف قائم کیا جائے اور لوگ انصاف پر قائم رہیں (الطرق الحکمیہ' ص ۱۷)

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے قرآن و سنت کی قطعی نصوص کی روشنی میں فرمایا ہے:

"سیاستہ شرعیہ" کی عمارت دو ستونوں پر قائم ہے۔ ایک ہے مناصب پر اہلیت کی بنیاد پر تقرریاں کرنا' اور دوسرا ہے عدل پر قائم رہنا" (السیاستہ الشرعیہ' ص ۷)

عدل و قسط کے معنی ہیں حق دار کو اس کا حق دینا اور دلوانا اور ظلم کے معنی ہیں حقدار کی حق تلفی کرنا۔ اسلام میں حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی ادائیگی کی تاکید کی گئی ہے۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ کسی کے ساتھ محبت و عقیدت یا نفرت و عداوت میزان عدل کے دونوں پلڑوں

میں سے کسی بھی پلڑے کو جھکا نہ سکے۔ ہر ایک کو اس کا جائز حق دیا جائے اور ہر ایک کے ساتھ وہی رویہ اختیار کیا جائے جس کا وہ مستحق ہو۔ کسی کا حق خود دبا دینا بھی ظلم ہے' اور اس کا حق کسی اور کو دے دینا بھی ظلم ہے۔ اسی طرح کسی شخص کے حق میں کمی کرنا بھی ظلم ہے' اور اس حق کی ادائیگی میں تاخیر کرنا بھی ظلم ہے۔

## عدلِ اجتماعی

معاشی انصاف کی حقیقت یہ ہے کہ ایسا اقتصادی نظام قائم کیا جائے اور ایسا معاشرہ تشکیل دیا جائے جس میں رزق حلال کے حصول کے مواقع ہر ایک کو حاصل ہوں' اور کسی مخصوص و محدود طبقے کو معاشی وسائل پر اجارہ داری حاصل نہ ہو۔ ریاست معاشرے کے ہر فرد کی بنیادی ضروریات پوری کرنے کی ذمہ دار ہو۔ ہر شہری کو روزگار کی سہولتیں فراہم کی جائیں' اور معذوروں' لاوارث اور بے مال یتیموں' بیواؤں' بے روزگاروں اور بنیادی ضروریات سے کم آمدنی والے لوگوں کے لیے مناسب حال وظائف مقرر کیے جائیں۔ اگر زکوٰۃ فنڈ میں گنجائش نہ ہو تو قومی خزانے سے یہ وظائف دیے جائیں۔ قومی خزانے کا اہم ترین مصرف معذوروں' بیواؤں' یتیموں اور فقراء و مساکین کی مالی کفالت ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے:

**فایّما مئومنٍ مَاتَ وَ تَرَکَ مالاً فَلیَرِثْہ عَصَبَتُہ من کانُوا' ومن ترک دَیناً اوضَیَاعاً فَلیَأتِنی فانا مولاہ** (صحیح بخاری' کتاب الاستقراض)

"جو مسلمان بھی مرجائے اور اس نے مال چھوڑا ہو تو یہ مال اس کے وہ نسبی وارث لیں گے جو اس کے وارث بن سکتے ہوں اور جس نے اپنے اوپر کسی کا قرض چھوڑا ہو یا اپنے پیچھے ایسے بیوی بچے چھوڑے ہوں کہ اگر ان کی کفالت نہ کی جائے تو وہ تباہ ہو جائیں گے تو وہ میرے پاس آجائیں میں ان کی کفالت کا ذمہ دار ہوں۔"

اس حدیث میں بیواؤں اور یتیموں کی کفالت اور میت کے قرض کی جو ذمہ داری رسول اللہؐ نے اپنے اوپر ڈالی ہے تو اس سے مراد شخصی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ حکومت کی ذمہ داری ہے۔

عدلِ اجتماعی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ غیر شرعی اور غیر منصفانہ طریقوں سے دولت اکٹھی کرنے اور جائیدادیں بنانے کے تمام راستے اور چور دروازے سختی کے ساتھ بند کر دیے جائیں۔ شخصی مفاد پر عوامی مفاد کو ترجیح دی جائے۔

غرض یہ کہ ہر وہ عمل یا اقدام اور تدبیر معاشی انصاف ہے جس کے نتیجے میں عوام کی بنیادی ضروریات پوری ہوتی ہوں، ہر ایک کو اس کے حقوق ملتے ہوں، اور کسی کی بھی حق تلفی نہ ہوتی ہو۔ اور ہر وہ عمل، روش اور اقدام معاشی ظلم ہے جس کے ذریعے لوگوں کے حقوق غصب کیے جائیں، زندگی کے وسائل چند افراد یا چند خاندانوں میں مرتکز ہو جائیں اور مخصوص و محدود لوگوں کے مفادات کے تحفظ کے لیے عوامی مفادات کو نقصان پہنچایا جائے۔

عدلِ اجتماعی کی ضمانت وہی نظام دے سکتا ہے جو اللہ کی حاکمیت اور اس کی بندگی پر مبنی ہو، یعنی اسلامی نظام۔ تمام انبیاءؑ نے اسی نظام کی دعوت دی تھی اور آج کے دور میں تحریکاتِ اسلامی بھی اسی نظام کی داعی ہیں۔ اس نظام کی اساس چونکہ توحید ہے اس لیے مشرکانہ نظاموں کے داعی اس کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کرتے رہے ہیں۔ ہر وہ نظام مشرکانہ ہے جس میں اللہ کی بندگی کی بجائے مخلوق کی بندگی کی جاتی ہو، جس میں اللہ کے احکام کی بجائے انسان کے وضعی قوانین کو بالادستی اور برتری حاصل ہو، اور جس میں اللہ کی حاکمیت اور اقتدار اعلیٰ کی جگہ کسی بادشاہ، کسی ڈکٹیٹر، کسی سردار، کسی جاگیردار، کسی پوپ یا پادری یا پھر عوام اور ان کے نمائندوں کی حاکمیت تسلیم کی گئی ہو۔ بادشاہت، آمریت، اشتراکیت، پاپائیت (تھیوکریسی) اور دین و اخلاق سے آزاد سرمایہ دارانہ جمہوریت، یہ سب مشرکانہ نظام ہیں، اس لیے کہ ان سب کی اساس مخلوق کی حاکمیت ہے اور اسلامی نظام کی اساس اللہ کی حاکمیت اور مخلوق کی عبدیت ہے۔ اسلامی نظام کی سب سے پہلے اور سب سے زیادہ مخالفت ہر دور میں مترفین نے کی ہے۔

اسلام کی دعوت خدا پرستی کی دعوت ہے اور مترفین کی زندگی کا نظام مادہ پرستی اور نفس پرستی پر مبنی ہے۔ خدا پرستی و مادہ پرستی کے درمیان مفاہمت و موافقت ممکن نہیں ہے، بلکہ ان دونوں کے درمیان کشمکش اور محاذ آرائی ایک تاریخی حقیقت ہے۔ مترفین کی مترفانہ سرگرمیوں کے بارے میں قرآن کریم میں متعدد آیات آئی ہیں۔ ان آیات کے نقل کرنے سے پہلے مترفین کے اصل مفہوم کا تعین ضروری ہے تاکہ آیات کو سمجھنے میں بھی آسانی رہے اور انہوں نے انبیاء کی دعوت کی جو مخالفت کی تھی اس کی وجوہات بھی معلوم ہو جائیں۔

## مترفین کون لوگ ہیں؟

مترف کا مادہ "ترف" ہے یعنی آسودہ حال ہونا۔ ابن درید (م ۳۲۱ھ) لکھتے ہیں:

**رَجُلٌ مُتْرَفٌ ای مُنَعَّمٌ** یعنی "آسودہ حال شخص" (جمہرہ اللغتہ، ص ۱۱/ج ۲) مگر مطلق خوش

حالی، آسودہ حالی اور مالداری کوئی برائی نہیں ہے، بلکہ وہ آسودہ حالی اور خوشحالی برائی ہے جو انسان کو سرکش اور مادہ پرست و خود غرض بنا دیتی ہو۔ دراصل مترف اس آسودہ حال شخص کو کہا جاتا ہے جو سرکش بھی ہو۔ علامہ جوھری (م ۳۹۳ھ) لکھتے ہیں:

**اَتْرَفَتْہُ النّعْمَتہُ اے اَطْغَتہُ** "آسودہ حالی نے اسے سرکش بنا دیا ہے" (الصحاح ص ۱۳۳۳/ج ۴)

ابن منظور افریقیؒ (م ۷۱۱ھ) لکھتے ہیں:

**والمترف ھوالذی اَتْرَفَتْہُ النَّعمتہ وسَعَتہُ العیش المتنعّم المُتَوَسّعُ فی مَلاذ الدنیا و شَھَواتِھا** (لسان العرب، ص ۱۷/ ج ۹) مترف وہ ہے جسے آسودہ حالی اور وسائل کی فراخی نے سرکش اور متکبر بنا دیا ہو، خواہش کی آسائشوں کے مزے لوٹتا ہو، اور جس کے پاس دنیا کی لذتیں اور خواہشیں پوری کرنے کے لیے وسائل کی کشادگی اور فراخی ہو۔"

علامہ مجدالدین فیروز آبادیؒ (م ۸۱۷ھ) لکھتے ہیں:

**والمترف کمُکرَم المتروک یَصْنَعُ مایشاء ولایُمنَعُ وَالْمُتنَعّمُ لَا یَمْنَعُ من تَنَعُّمِہ والجَبّارُ** (القاموس، ص ۱۰۲۶) "مترف بروزن مکرم اس شخص کو کہا جاتا ہے جو آزاد ہو۔ جو چاہے کر گزرے کوئی اسے روک نہ سکے۔ جو عیاش ہو اور اپنی عیاشی سے باز نہ آتا ہو اور اس کے ساتھ وہ بڑا ظالم بھی ہو۔"

مشہور تابعی قتادہ بن دعامہ سدوسیؒ نے مترفین کی تفسیر اس طرح کی ہے:

**اے اغنیاءُ ہا وَرُؤَ ساء ہا وجَبَابِرتُہاو قادۃُ الشر** (تفسیر قرطبی، ص ۱۹۵/ج ۱۴)

یعنی "بستی کے دولتمند، سردار، ظالم اور برائی کے قائدین"

مذکورہ بالا تمام اقتباسات کا حاصلِ مفہوم یہ ہے کہ مترفین سے مراد وہ آسودہ حال اور مالدار لوگ ہیں جو کسی قاعدے قانون کی پابندی نہ کرتے ہوں، جو ظالم، عیاش، سرکش اور متکبر ہوں اور جو برائیوں کی قیادت کرتے ہیں۔ آج کل کی مروجہ زبان میں ایسے لوگوں کو سرمایہ دار اور جاگیردار کہا جاتا ہے۔ لغوی اور لفظی معنوں میں نہیں بلکہ عرفی معنوں میں۔

مترف بادشاہ بھی ہو سکتا ہے، قبیلے کا سردار بھی، سیاسی تاجر بھی، زمیندار اور صنعتکار اور مولوی اور پیر بھی۔ یہودی مولوی اور عیسائی راہب کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ باطل طریقوں سے لوگوں کا مال کھاتا ہے اور اللہ کے دین سے لوگوں کو روکتا ہے،

اے ایمان والو! بہت سے علماء و مشائخ (اہلِ کتاب کے) لوگوں کے مال باطل طریقوں سے کھاتے ہیں اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے رہتے ہیں۔ اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں۔ انہیں ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے! اس روز جبکہ اس سونے اور چاندی کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیوں کو اور ان کے پہلوؤں کو اور ان کی پشتوں کو داغا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہی ہے وہ، جسے تم اپنے لیے جمع کرتے تھے پس اب مزہ چکھو اپنے اس جمع کیے ہوئے سونے چاندی کا۔ (التوبہ : ۳۴-۳۵)

یہ آیات اگرچہ یہودی علماء اور عیسائی راہبوں کے بارے میں نازل ہوئی تھیں لیکن جو جرم ان کا بیان ہوا ہے یہ اگر مسلمانوں کے علماء و مشائخ کے اندر موجود ہو تو یہ آیات ان پر بھی صادق آئیں گی۔ غلط فتوؤں، نذرانوں اور دوسرے باطل طریقوں سے مال و دولت جمع کرنا اور غریبوں کے حقوق ادا نہ کرنا، آج بھی بعض علماء و مشائخ کی عادت بنی ہوئی ہے۔ اسی قماش کے پیروں فقیروں نے دین کو بدلا ہے۔ عبداللہ بن مبارکؒ (م ۱۸۱ھ) نے سچ فرمایا ہے

**وَهَلْ بَدَّلَ الدِّينَ اِلا الْملوكَ - واحبارُ سُوءٍ ورُهْبانُها**

"اور نہیں بدلا ہے دین کو مگر بادشاہوں نے اور برے علماء و مشائخ نے"

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

بزیر دلق مرصع کمند ہا دارند
دراز دستی ایں کوتاہ آستیناں بیں

غرض یہ کہ مترف اور سرمایہ دار کوٹ پتلون میں بھی ملبوس ہو سکتا ہے، اور جبہ و دستار میں بھی۔ جس لباس میں اور جس نام سے بھی ہو مادہ پرستی، نفس پرستی اور خود غرضی اس کی زندگی کا نصب العین ہوتا ہے۔

## مُترفین کے بارے میں آیاتِ قرآنیہ

مترفین کی تعیین و تشخیص کے بعد اب درج ذیل آیات پر تدبر کیجئے تاکہ ان کی ذہنیت سمجھ میں آجائے۔

**وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○ وَقَالُوْا نَحْنُ**

اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ (السباء : ۳۴-۳۵)

"اور نہیں بھیجا تھا ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا، مگر کہا تھا اس بستی کے سرمایہ داروں نے، ہم ان احکام کو نہیں مانتے جو تمہارے ہاتھ بھیجے گئے ہیں۔ اور وہ کہنے لگے کہ ہم مال و اولاد میں زیادہ ہیں اور ہم پر کوئی عذاب نہیں آئے گا"۔

یعنی، ان سرمایہ داروں اور سیم و زر کے پجاریوں نے انبیاءؑ کی دعوت تسلیم نہ کرنے کی دلیل یہ بیان کی تھی کہ ہم مال و اولاد میں تم سے زیادہ ہیں۔ یہ ہے ان کی مادہ پرستانہ ذہنیت کہ کثرت مال و اولاد کو برحق ہونے کی دلیل سمجھتے ہیں۔

وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ (الزخرف : ۲۳)

"اور اسی طرح نہیں بھیجا تھا ہم نے کسی بستی میں تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا، مگر کہا تھا اس بستی کے سرمایہ داروں نے کہ ہم نے پایا ہے اپنے باپ دادا کو ایک طریقے پر اور ہم انہی کے نقش قدم پر چلیں گے۔"

یعنی، توحید اور خدا پرستی ہمارے آباء و اجداد کا طریقہ نہیں ہے بلکہ ہمارے باپ دادا کا کلچر اور ثقافت یہی مادہ پرستی، عیاشی اور بُت پرستی ہے ہم اپنے اس قومی کلچر کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا (بنی اسرائیل ۱۷ : ۱۶)

اور جب چاہتے ہیں ہم کہ کسی بستی کو ہلاک کر دیں تو اس بستی کے سرمایہ داروں کو اپنے احکام کی اطاعت کا حکم دیتے ہیں۔ وہ اس بستی میں اللہ کے ان احکام کی نافرمانی کرتے ہیں اور ثابت ہو جاتی ہے ان پر اللہ کی بات (حجت) تو پھر ہم اس بستی کو تباہ کر دیتے ہیں۔

جمہور مفسرین نے **امرنا** کے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ ہم نے ان مترفین کو اپنے شرعی احکام کی اطاعت کا حکم دیا، مگر انہوں نے نافرمانی کی، اور اپنے مترفانہ ہتھکنڈوں کے ذریعے عوام کو بھی نافرمانی کی راہ پر ڈال دیا۔ سیاق کلام کے مطابق تو یہی معنی صحیح ہیں، لیکن صحابہؓ و تابعینؒ سے اس جگہ **امرنا** کے دو معنی اور بھی نقل ہوئے ہیں۔ ایک معنی ہیں **سلّطنا** و**امّرنا** یعنی اس بستی پر ہم نے سرمایہ داروں کو مسلط کر دیا اور حکمران بنا دیا، اور انہوں نے اپنی اس سرمایہ دارانہ

حکومت کے ذریعے بستی میں نافرمانی پھیلا دی۔ دوسرے معنی ہیں کثرنا یعنی ہم نے اس بستی میں سرمایہ داروں کی تعداد بڑھا دی اور انہوں نے نافرمانی پھیلا دی۔ ان تینوں معنوں کا حاصل ایک ہی ہے کہ مترفین فسق و فجور کے عادی ہوتے ہیں' اور ان کے پاس جب حکومت کی طاقت بھی آجاتی ہے تو پھر اور زیادہ سرکش ہو جاتے ہیں' اور بستیوں کی تباہی و بربادی کا سبب بن جاتے ہیں۔

سورۃ ھود (آیت ۱۱۶) میں آیا ہے کہ اللہ کی زمین پر فساد پھیلانے والے یہی مترفین ہیں' جو بدستور مادہ پرستی اور عیش و عشرت میں پڑے رہتے ہیں اور عادی مجرم بن جاتے ہیں۔

سورۃ المومنون (آیت ۳۳) میں ہے کہ وہ سردار جن کے پاس مال' دولت کی فراوانی تھی انہوں نے رسولوں کے خلاف سازشیں کی تھیں۔ عوام کو ان کے خلاف اکسایا تھا اور ان کا مذاق اڑایا تھا۔

سورۃ المومنون (آیت ۶۴) میں مترفین کے بارے میں آیا ہے کہ جب ان پر عذاب آتا ہے تو فریاد کرتے ہیں' مگر عذاب آنے سے پہلے اپنی سرکشی سے باز نہیں آتے تھے۔

سورۃ الواقعہ (آیات ۴۱ تا ۵۶) میں اصحاب الشمال' بائیں بازو والے' کا نام انہی سرمایہ داروں کو دیا گیا ہے جو بڑے گناہ یعنی انکار آخرت اور فکر آخرت سے غفلت میں پڑے ہوئے تھے۔ ان آیات میں ان کے جرائم کا ذکر بھی ہوا ہے' اور ان کی سزا کی تفصیل بھی دی گئی ہے۔

مترفین کو قرآن کریم میں بڑے مجرم اَکَابِرَ مُجْرِمِیْهَا اور مستکبرین بھی قرار دیا گیا ہے

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ (الانعام: ۱۲۱)

"اور اسی طرح پیدا کیے تھے ہم نے ہر بستی میں اس بستی کے بڑے مجرم جو سازشیں کرتے تھے اس بستی' میں حالانکہ یہ چالیں اپنے ہی خلاف چلتے ہیں اور سمجھتے نہیں ہیں۔"

سورۃ الاعراف میں مستکبرین اور مستضعفین کا مکالمہ نقل ہوا ہے

کہا ان سرداروں نے جو متکبر تھے صالحؑ کی قوم میں سے' ان لوگوں سے جو ایمان لائے تھے اور جو کمزور بنا دیے گئے تھے کیا تم جانتے ہو کہ صالحؑ اپنے رب کی جانب سے بھیجے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہم تو اس بات کو بھی مان چکے ہیں جسے دیکر اسے بھیجا گیا ہے کہنے لگے وہ متکبر لوگ کہ ہم تو اس بات کو نہیں مانتے جسے تم مان چکے ہو

(الاعراف: ۷۵-۷۶)

اس مکالے سے معلوم ہوتا ہے کہ مال و جاہ کی کثرت نے ان کو سرکشی پر ابھارا تھا اور ان مستکبرین نے اہلِ ایمان کو کمزور سمجھ لیا تھا اور وہ ان کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے تھے۔

ذکر کردہ آیات کے علاوہ قرآن کریم میں ۲۳ مزید آیات (لفظ استکبار کے ساتھ) آئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کی دعوت کا مقابلہ ہمیشہ مترفین اور مستکبرین نے کیا ہے۔ صحیح بخاری باب بدء الوحی میں آیا ہے کہ انبیاء کی پیروی ہمیشہ کے لیے ان لوگوں نے کی ہے جو ضعفاء یعنی کمزور تھے مترفین اور مستکبرین نہیں تھے **الامن شاء اللہ تبارک و تعالی**

## مترفین کے بارے میں احادیث رسولؐ

مترفین کے بارے میں رسول اللہؐ کی چند احادیث بھی ملاحظہ کر لیجئے تاکہ ان کی ذہنیت اور زیادہ کھل کر سامنے آجائے۔

**عن ابی ہریرۃؓ قال النبیؐ تعس عبد الدینار وعبد الدرھم وعبدالخمیصہ ان اعطی رضی وان لم یعط سخط تعس وانتکس واذا شیک فلا انتقش** (صحیح بخاری، کتاب الجہاد)

"ابوہریرۃؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: تباہ و برباد ہو جائے اشرفی کا بندہ روپے کا بندہ اور جبے کا بندہ (ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ مخملی چادر کا بندہ) اگر اسے یہ چیزیں دی جائیں تو خوش ہو جاتا ہے اور اگر نہ دی جائیں تو ناراض ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص تباہ و برباد ہو جائے، سرنگوں ہو جائے اور جب اسے کانٹا چبھ جائے تو نہ نکالا جائے"

**لعن عبدالدینار و عبدالدرھم** (ترمذی، فی الزھد)

"لعنت ہو اشرفی اور روپے کے بندے پر"۔

**وعن کعب بن ملکؓ قل رسول اللہؐ ماذئبان جائعان ارسلافی غنم فا فسد لھا من حرص المرء علی المال والشرف لدینہ** (مسند احمد ص ۴۶۰، ج ۳، مسند دارمی، ترمذی فی الزھد)

"کعب بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے: دو بھوکے بھیڑیے جو بھیڑ بکریوں میں چھوڑ دیے جائیں تو وہ ان کو اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتے جتنا نقصان مال و

منصب کی حرص کسی شخص کے دین کو پہنچاتی ہے"

ان احادیث اور اس مضمون کی دوسری متعدد احادیث سے سرمایہ داروں' جاگیرداروں اور بندگان درھم و دینار کی ذہنیت پر روشنی پڑتی ہے کہ ان کی دوستی اور دشمنی اور اتفاق و اختلاف کی بنیاد خدا پرستی اور حق پسندی نہیں ہوتی بلکہ مال و دولت' درھم و دینار اور عہدہ و منصب ہی ان کی دوستی و دشمنی کی بنیاد ہوتی ہے۔ جو بھی یہ چیزیں ان کو دیتا ہے یہ اس کے ساتھی ہوتے ہیں خواہ مومن ہو یا کافر' یہودی ہو یا ہندو' انگریز ہو یا سکھ' عوامی نمائندہ ہو یا فوجی جرنیل' کیمونسٹ ہو یا کیپٹلسٹ ' جو بھی ہو یہ اس کے غلام ہوں گے اور جو ان کو یہ چیزیں نہ دیتا ہو یہ اس کے مخالف ہوں گے اگرچہ وہ اللہ کا رسول ہو۔ ان **عبدُ الدرهم و الدينار** اور **كلابُ الدنيا** پر رسول اللہؐ نے لعنت بھیجی ہے اور ان کے حق میں بد دعائی کی ہے کہ اللہ ان کو تباہ و برباد کرے اس لیے کہ دین اسلام کے راستے میں یہ لوگ سب سے بڑی رکاوٹ بنے رہتے ہیں۔

## پاکستان کے مترفین انگریزوں کی پیداوار ہیں

انگریزوں نے جب برصغیر پر اپنا سامراجی اور استحصالی نظام قائم کیا تو چند گھرانوں نے اس نظام کا استقبال کیا' اور انگریزوں کی سامراجی حکومت کو مستحکم کرنے میں اپنا کردار ادا کیا' ظاہر ہے کہ ان بندگان سیم و زر نے یہ تعاون مادی مفادات حاصل کرنے کے لیے کیا تھا۔ انگریز **"اولیاء الرحمن"** تو نہیں تھے کہ ان مترفین نے ان کی بیعت اپنی اخروی نجات کے لیے کی ہو' بلکہ وہ تو **"اولیاء الشیطن"** تھے جن کی بیعت ظاہر ہے کہ دنیوی مقاصد ہی کیلئے کی جاتی ہے۔ انگریزوں نے اپنے ان وفاداروں کو بدلے میں بڑی بڑی جاگیریں بھی الاٹ کر دیں اور دوسری مراعات (سیاسی' معاشی اور سماجی) سے بھی نوازا۔ پاکستان میں آج تک سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے یہی طبقات اور یہی مراعات یافتہ اور جاگیریافتہ گھرانے حکمرانی کرتے رہے ہیں' اور آج بھی یہی لوگ حکمران ہیں۔ معاشی وسائل پر بھی انہی لوگوں کا تسلط ہے' اور سیاست پر بھی انہی کا قبضہ ہے۔ کروڑوں عوام ان کی اقتصادی اور سیاسی غلامی کی دوھری زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ انگریزوں کی عطا کردہ جاگیروں کی قوت پر آج یہ لوگ انتخابات جیتتے ہیں' اور حکومت پر قبضہ کرکے اپنے کارخانوں اور جاگیروں میں مزید اضافہ کرتے ہیں' اور ظلم و استحصال کی زنجیروں کے بندھن کو اور مضبوط کر لیتے ہیں۔ ان مترفین نے ریاست کے اندر اپنی الگ الگ مترفانہ راجدھانیاں بنا رکھی ہیں' اور ملکی وسائل کے تقریباً" ۸۰ فی صد حصے پر انہوں نے قبضہ جما رکھا ہے۔ ان

بقیہ بر صفحہ ۴۶